شاہ جی
یادوں کے آئینے میں

تحریر: عاصی کرنالی

اپنے ملتان آنے سے پہلے میں نے شاہ جی کی زیارت نہیں کی تھی لیکن تشکیلِ پاکستان سے قبل ایک بار کرنال میں شاہ جی کی آمد آمد کا شہرہ ہوا۔ جس علاقے میں انہیں خطاب کرنا تھا وہاں کے ہندو سرِ شام ہی اپنی دکانیں اور کاروباری مراکز بند کر کے اپنے اپنے گھروں میں جا چھپے۔ شاہ جی کی شخصیت کا جلال ان کے دلوں پر طاری تھا۔ نیز یہ خوف کہ وہ آئیں گے اور ہمیں مٹا ڈالیں گے۔

جاء الحق و زھق الباطل

شاہ جی تو کسی وجہ سے نہ آسکے تاہم پہلی بار ان کی شخصیت کی شوکت و عظمت کا نقش میرے دل پر بیٹھ گیا۔ خصوصاً یہ بات کہ ان کی آمد کے محض اعلان کے ساتھ ہی کفرستان میں زلزلہ آجاتا ہے بقول اقبال:

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
مُنہ کے بل گر کے ہوا للہ احد کہتے تھے

مجھے ماہ و سال یاد نہیں رہتے۔ اتنا ضرور ہے کہ میں وقتاً فوقتاً ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہتا تھا اور میری حیثیت ایک خاموش سامع کی سی ہوتی تھی۔ لب ساکت، نگاہیں فیض یابِ جمال، گوش سماعت ان کے فیوض تکلم سے معمور، دل اور روح میں اترتی ہوئی ایک مسلسل روشنی۔ ہر لفظ ایک ستارہ، ہر جملہ ایک چاند، ہر گفتگو کہکشاں کی لڑی، میں ذہن و دل کے دریچے وا کر کے بیٹھتا اور ان کے انوار سے فروزاں ہو کر اٹھتا۔ ان کی خدمت میں ہمہ وقت بہ کثرت لوگ جمع رہتے۔ ان میں ہر مکتبِ فکر کے افراد ہوتے۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے مختلف حیثیات و مراتب کے حامل لوگ بلا تفریق و امتیاز روز و شب حاضر رہتے۔ مختلف موضوعات و مسائل پر شاہ جی سیر حاصل اور طمانیت بخش گفتگو کرتے اور حاضرین اس خضرِ وقت سے ایسا آبِ حیات پیتے کہ ان کے سینوں میں مرے ہوئے دل جی اٹھتے۔ اور ان کی خستہ جانیں زندگی کی توانائیوں سے بھر جاتیں۔ وہ ایک جذاب شخصیت تھے۔ ان کی مقناطیسی کشش دنیا بھر کو ان کے درِ فیض پر اور ان کی درگاہ علم و دانش میں کھینچ لیتی۔ لوگ حالتِ نادانی و بے علمی میں آتے اور عالم و فاضل بن کر اٹھتے۔ میری طبیعت کا ہمیشہ سے یہ رنگ ہے کہ میں علماء سے حتی الامکان بچتا ہوں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے گریز کرتا ہوں۔ مبادا میرے نام نہاد علم اور میری جہالت کا پول کھل جائے۔ لیکن شاہ جی سے ملتے ہوئے مجھے اور میری جہالت کو کبھی خوف لاحق نہیں ہوا کیونکہ ان کی شفقت کا یہ حال تھا کہ ہم چھوٹے لوگ ان کی صحبت میں خود کو بڑا محسوس کرتے تھے۔ وہ نرم و ملائم لہجے میں ہمیں تعلیم کرتے اور ہماری جہالت اخروٹ کے چھلکے کی طرح ہم سے الگ ہو جاتی۔ اور ہم وہاں سے پرمغز ہو کر رخصت ہوتے ان کی طبیعت میں سب کے لئے اصلاح اور

خیر خواہی کا جذبہ تھا۔ چند جملوں میں دوسروں کے ذہن و دل میں انقلاب برپا کر دینا اور اسے کوچہ ضلالت سے نکال کر جادہ ہدایت و سلامتی پر لے آنا انہی کی مہربان شخصیت سے مخصوص تھا۔ وہ متانت اور شگفتہ مزاجی، جلال اور جمال، محبت اور حمیت کا مرقع تھے ان کی صحبت میں روحیں غسلِ نور کرتی تھیں اور دلوں کے میل کچیل صاف ہو جاتے تھے۔ وہ دلوں میں حرم تعمیر کرنے سے پہلے وہاں کے اصنام کو باہر نکالتے تھے۔ بت کدے کو منہدم کر کے حرم کی بنیاد اٹھاتے تھے۔

ایک جانب دل کے بت خانے پہ پڑتی جائے ضرب
ایک جانب کارِ تعمیر حرم ہوتا رہے

یہ حدیث محبوبی ہے۔ دراز سے دراز تر ہوتی جائے گی۔ اس لئے اس سے منعطف ہو کر یادوں کے چراغ روشن کرتا ہوں۔

سواطع الالہام چھپی۔ شاہ جی نے شہر کے شعراء اور دانشوروں کو یاد فرمایا۔ مٹھائی اور مشروبات سے خوب خوب تواضع ہوئی۔ ساتھ ساتھ روحانی اور ادبی غذا بھی عطا ہوتی رہی۔ چلتے وقت کتاب کا ایک ایک نسخہ ہمیں مرحمت فرمایا۔ میری سادہ دلی دیکھئے میں نے اگلے دن کتاب کی قیمت کی رقم منی آرڈر کے ذریعے ارسال کر دی۔ تین چار دن کے بعد منی آرڈر واپس آ گیا۔ ڈاکیے نے لکھا تھا "مرسل الیہ رقم لینے سے انکاری ہے"

چند روز بعد حاضر ہوا برس پڑے۔ جب بارش تھمی تو میں نے عرض کی "شاہ صاحب! چھوٹے اس لئے لغزشیں کرتے رہتے ہیں کہ بڑوں کی رحمت کو جوش میں آنے کے بار بار مواقع میسر ہوتے رہیں"۔ فرمایا۔ "پہلی خطا معاف۔ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا"۔

ایک موقع پر میرے ایک عزیز محمد یونس شاہد جو ایک میڈیکل کمپنی کی ڈائریکٹر تھے کراچی سے ملتان آئے۔ شاہ جی کی زیارت کے مشتاق تھے۔ ہم خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ جی اپنے مرض "ذیابیطس" کا ذکر فرمانے لگے۔ "شاہی مرض تھا۔ فقیر کے گلے آ پڑا"۔ ڈائریکٹر صاحب نے عرض کی۔ "میں چند مجرب ادویات ارسال خدمت کروں گا۔ آپ استعمال سے پہلے اپنے اطمینان کے لئے متعلقہ لٹریچر بھی پڑھ لیجئے گا"۔ شاہ جی نے فرمایا۔ "میں لٹریچر پڑھ کر کیا کروں گا میں نے آپ کو پڑھ لیا ہے"۔

میں نے ملتان میں السنہ شرقیہ کا ایک تعلیمی ادارہ "دبستان" کے نام سے جاری کیا۔ کئی سال قائم رہا۔ اور بہت سے طالبان علم نے اس سے فیض اٹھایا۔ ایک سال عزیزی عطاء المحسن سلمہ اللہ تعالیٰ بھی داخل ہوئے۔ فاضلِ فارسی کی کلاس میں شریک ہوئے۔ باپ کی ذہانت، ذکاوت، فراست اور لیاقت سے بہرہ یاب تھے کلاس میں ان کے دم سے رونق آ گئی۔ علمی اور ادبی مسائل و مباحث پر بے تکان بولتے تھے رفقائے مکتب ان کے علم پر حیران و ششدر رہتے۔ ان کی زبانیں گنگ، دم بخود چھوٹے شاہ جی کو تکتے رہتے اور "آمنا و صدقنا" کے دائرے سے باہر نہ آتے۔ انہی دنوں شاہ جی سے ملنے گیا۔ فرمانے لگے "عطاء المحسن تم سے فارسی سیکھ رہا ہے۔ یہ تمہارا مجھ پر احسان ہے"۔ میں نے غرق ندامت ہوتے ہوئے عرض کی۔ "شاہ جی! اس میں میرا کیا

خرچ ہو رہا ہے۔ آپ ایک دریا ہیں، میں ایک نہر۔ آپ سے پانی لیتا ہوں خود سیراب ہوتا ہوں اور وہی جرعے عطاء المحسن کو پلا دیتا ہوں۔ میرا کام تو سقایت کا ہے۔ ورنہ علم و فضل کی ساری موجیں تو آپ کے دریائے فیض سے بلند ہوتی ہیں"۔ شاہ جی خوش ہوئے دعا دی!

ایک اور واقعے کا ذکر کرتا ہوں جب کہ مجھے اس مردِ مومن کو شانِ جلالی اور شانِ جمالی سے بہ یک دم فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے فارسی میں ایک نظم شاہ جی کی تعریف میں کہی۔ "پاک است، افلاک است" کے قوافی و ردیف میں۔

میں حاضر ہوا نظم خوانی کی اجازت چاہی۔ اذن پا کر میں نے اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔ شاہ جی کے چہرے پر ایک رنگ آتا ایک جاتا۔ یہ کیفیت الفاظ میں ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جب میں یہ توصیفی نظم پڑھ چکا تو صفتِ جلال کا غلبہ تھا۔ ارشاد فرمایا۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم میری اتنی مدح سرائی کرو گے تو میں تمہیں پڑھنے ہی نہ دیتا۔ ایسی باتوں سے نفس متکبر ہو جاتا ہے تم چاہتے ہو میں کہیں کا نہ رہوں"۔ میں نے حالتِ شرمندگی میں معافی طلب کی۔ جب اس صفتِ جلال کا غلبہ کم ہوا اور شانِ جمال نے ظہور کیا تو ارشاد فرمایا۔ "اچھی نظم ہے۔ عمدہ مضامین عمدہ اسلوب سے ادا ہوئے ہیں۔ اگر یہ نظم پہلے ہو جاتی تو میں صوفی تبسم کی نظم کے ساتھ ساتھ اس نظم کو بھی شامل کر لیتا۔ پھر اسی ردیف و قوافی پر اپنی نعتیہ نظم ارشاد فرمائی اور مجھے محاضرین کو ایک اور ہی عالم میں پہنچا دیا!۔

شاہ جی ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ اور دل و دماغ کا گوشہ گوشہ ان کی بے مثال شخصیت کی تنویر سے فروزاں ہے۔ انہیں یاد کرتے ہیں اور خلوتِ ذہن و دل میں چراغاں ہو جاتا ہے۔!

سبائی فتنہ (جلد اوّل)

تالیف
مولانا ابوریحان سیالکوٹی

- اہلسنّت کا روپ دھار کر رفض و سبائیت پھیلانے والے چکوالی فرقہ کے باطل افکار و خیالات کا مدلل، علمی و تحقیقی محاسبہ۔
- ایک تہلکہ خیز کتاب، جس نے نام نہاد تقدس مآبوں کی کمین گاہوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔

کمپیوٹر کتابت ○ اعلیٰ طباعت ○ ۵۶۸ صفحات ○ قیمت ۱۵۰/ روپے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان، فون: ۷۲۸۱۲